# علم عقیدہ کی تحصیل کے آداب

## مع

# کفر و ایمان کے متعلق اہم سوال و جواب



فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

ترجمہ، اضافہ جات، ترتیب و تبویب

طارق علی بروہی

نام کتاب : علم عقیدہ کی تحصیل کے آداب/کفر وایمان کے متعلق اہم سوال وجواب

مؤلف : فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

ترجمہ،اضافہ جات،

تبویب وترتیب : طارق علی بروہی

صفحات : ۳۸

ناشر : اصلی اہل سنت ڈاٹ کام

اہل سنت
ASLIAHLESUNNET.COM

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال: کفرِ اکبر اور ارتداد کس چیز سے ہوتا ہے؟ کیا یہ محض (دلی) اعتقاد، جحود (انکار) یا تکذیب (جھٹلانے) کے ساتھ خاص ہے، یا پھر اس سے عام ہے؟

جواب: بسم اللہ الرحمن الرحیم، الحمدللہ رب العالمین وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ وبعد:

## علمِ عقیدہ کی تحصیل کے آداب

بلاشبہ عقیدے کے مسائل بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ واجب ہے کہ عقیدے کی تعلیم اس کے تمام ابواب اور جمیع مسائل کے ساتھ اہل علم سے حاصل کی جائے۔ یہ بات کافی نہیں ہے کہ بس اِدھر اُدھر سے، بلا ترتیب افرا تفری میں سوالات کئے جائیں، کیونکہ جس قدر بھی کثرت کے ساتھ سوالات کئے جائیں اور ان کے جوابات حاصل کئے جائیں، قریب ہے کہ جہالت اور بھی بڑھ جائے۔ اسی لئے واجب ہے کہ جو خود اپنے آپ کو اور اپنے مسلمان بھائیوں کو صحیح معنوں میں نفع پہنچانا چاہتے ہیں کہ وہ اول تا آخر عقیدہ کا علم حاصل کریں، اور اس کو تمام ابواب و مسائل کے ساتھ جمع کریں۔ ساتھ ہی اسے اہل علم، ان کی اصل کتابوں اور کتب سلف صالحین سے حاصل کرے۔ اس طریقے سے اس سے جہالت زائل ہو جائے گی اور با کثرت سوالات کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ پھر یقیناً وہ لوگوں کو بیان کرنے اور جاہل کو تعلیم دینے کی صلاحیت رکھنے والا بن جائے، کیونکہ اب وہ عقیدے کی تعلیم کی واقعی اہلیت رکھتا ہے۔

مزید برآں عقیدے کا علم محض کتابوں سے، یا قرات و مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ عقیدے کے جو مسائل ہیں ابتداءً ہی کتب و مطالعہ سے حاصل نہیں ہوئے ہیں بلکہ وہ تو ان اہل علم واہل

بصیرت کی روایات سے حاصل ہوئے ہیں کہ جنہوں نے اسے سمجھا اور اس کے مسائل واحکام بیان فرمائے۔

یہ تو وہ نصیحت و خیر خواہی تھی جو میرے ذمہ واجب تھی لہذا میں نے بیان کر دی۔۔۔

## فی زمانہ ان آداب کی مخالفت

مگر آجکل جو ماحول بنا ہوا ہے کہ عقیدے اور اس کے متعلق کثرت سے سوالات ایسے لوگوں کی طرف سے کیئے جاتے ہیں جنہوں اس سے پہلے اس کی (تفصیلی) تعلیم حاصل نہیں کی ہوتی یا ایسے لوگوں کی طرف سے یہ سوالات کیئے جاتے ہیں جو عقیدہ اور امورِ عقیدہ کے متعلق جہالت کا شکار ہوتے ہیں یا محض اپنی قرات و مطالعۂ کتب پر اعتماد کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معاملات مزید غموض اور پیچیدگیوں کا شکار ہو گئے ہیں اور (خود ساختہ) اشکالات کی وجہ سے مزید اشکالات پیدا ہو رہے ہیں۔ تمام جہود مسدود ہو گئی اور اختلافات نے سر اٹھایا۔ کیونکہ اگر ہم محض اپنے افہام پر ہی بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں اور علم کو اس کے حقیقی مصادر سے حاصل نہ کریں، بلکہ اپنی قرات و فہم ہی پر اکتفاء کریں، تو ظاہر ہے کہ افہام وادراک مختلف ہوا کرتے ہیں۔۔۔ نتیجتاً ایسے اہم امور میں اختلافات کی بہتات ہو جاتی ہے۔ حالانکہ ہمارا دین تو اجتماع، اتحاد، محبت وعدم فرقہ کی تعلیم دیتا ہے اور اہل ایمان سے دوستی اور اہل کفر سے عدوات کا درس دیتا ہے۔۔۔ اور یہ مطلوب کبھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا جب تک ہم امور دین کو ان کے اصل مصادر اور اس کے علماء سے حاصل نہ کریں کہ جنہوں نے اپنے سے قبل علماء سے اسے اخذ کیا اور باسند اس کی درس تدریس کر کے اپنے بعد آنے والوں تک پہنچایا۔۔۔ یہ ہے علم حاصل کرنے کا صحیح طریقہ خواہ عقیدے کا علم ہو یا کسی اور دینی شعبے کا۔ لیکن چونکہ عقیدہ ہی اساس وبنیاد ہے اسی لئے یہ زیادہ اہم ہے (اور اس سلفی تعلیمی طریقے کا خیال رکھا جانا اس میں زیادہ ضروری ہے) کیونکہ اگر اس میں ہی اختلاف واقع ہو جائے تو اس کا نتیجہ گمراہی اور مسلمانوں میں تفرقہ بازی سے کم نہ ہو گا۔

## کفر وارتداد کیا ہے

(اب اصل سوال کی طرف آتے ہیں) کفر اور ارتداد نواقضِ اسلام[1] میں سے کسی ناقض کے ارتکاب سے ہو جاتا ہے۔ جو کوئی بھی اہل علم کے یہاں معروف نواقض اسلام میں سے کسی ناقض کا مرتکب ہو گا تو وہ اس صورت میں کافر و مرتد ہو جائے گا۔ اور ہم جو ہمارے سامنے اس کے قول یا فعل سے ظاہر ہو گا اسی پر حکم لگائیں گے کہ ہمارے لئے سوائے ظاہر کے حکم لگانا ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ دلوں کا حال تو اللہ تعالی کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ پس جو کفریہ بات یا فعل کرے تو اس پر ہم اس کے قول یا فعل کے بموجب حکم کریں گے، اگر واقعی اس کا قول یا فعل کفر وارتداد کو مستلزم ہو۔

## کیا عمل ایمان کے کمال کی شرط ہے اصل ایمان کی نہیں، کیا کفر محض اعتقاد ہی کے ذریعہ ممکن ہے

[1] شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مشہور رسالے "نواقض اسلام" میں فرماتے ہیں کہ یوں تو نواقض اسلام بہت سے ہیں مگر ان میں سے مشہور اور جس میں اکثر لوگ مبتلا ہو جاتے ہیں دس ہیں: 1) شرک کرنا، 2) اللہ تعالی اور اپنے درمیان انبیاء و اولیاء کو اس طور پر واسطہ وسیلہ بنانا کہ ان کو پکارا جائے اور ان کے نام کی نذر و نیاز کی جائے، 3) جو کافروں کو کافر نہ سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھے، 4) جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے بہتر و اکمل کسی اور کا طریقہ ہو سکتا ہے، یا ان کے حکم سے بہتر کسی اور کا حکم ہو سکتا ہے، 5) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں سے کسی چیز سے بغض رکھے اگرچہ اس پر عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو، 6) جو دین الٰہی کا مذاق اڑائے یا اللہ تعالی کے ثواب و عقاب سے استہزاء کرے، 7) جادو جس میں علم نجوم و کہانت وغیرہ بھی شامل ہے، 8) کافروں کی ان کے دین کی خاطر مسلمانوں کے خلاف مدد کرنا، 9) یہ اعتقاد رکھنا کہ امت محمدیہ میں سے بعض افراد کے لئے جائز ہے کہ وہ شریعت کے احکام سے نکل جائیں، 10) اللہ کے دین سے مکمل اعراض کرنا نہ اس کی تعلیم حاصل کرنا اور نہ ہی عمل کرنا۔ (ط ع)

سوال: کچھ لوگ کہتے ہیں کہ: ایمان قول واعتقاد و عمل کا نام ہے لیکن عمل ایمان کے کمال کی شرط ہے (نہ کہ صحتِ ایمان کی)،اور یہ بھی کہتے ہیں کہ: کفر صرف اعتقاد ہی کے ذریعہ ہوتا ہے (ظاہر عمل کے ذریعہ نہیں)۔ کیا یہ اقوال اہل سنت کے اقوال میں شمار ہوتے ہیں یا نہیں؟

جواب: جو ایسی باتیں کرے اس نے ایمان کو سمجھا اور نہ ہی عقیدہ کا اسے کچھ فہم ہے۔ یہی بات ہم نے اس سے پہلے سوال کے جواب میں بیان کی کہ اس پر واجب ہے کہ عقیدہ کا علم اہل علم سے اور اس کے صحیح مصادر سے حاصل کرے، تو عنقریب وہ اس سوال کا جواب پالے گا۔

پہلے تو خود ہی کہہ رہا ہے کہ بے شک ایمان قول و عمل واعتقاد کا نام ہے پھر کہتا ہے کہ عمل کمالِ ایمان کی شرط ہے یا اس کی صحت کی، یہ تو تناقض ہے!! یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ عمل ایمان میں سے بھی ہو پھر کہے کہ عمل شرط ہے، جبکہ یہ بات معلوم ہے کہ شرط جو ہے وہ مشروط سے خارج ہوتی ہے[1]، چنانچہ یہ اس کی طرف سے ایک تناقض ہے۔ یہ شخص چاہتا تو یہ ہے کہ سلف کے قول اور متاخرین کے قول کو جمع کردے لیکن اس صورت میں ہونے والے تناقض کو نہیں سمجھ پایا، کیونکہ وہ قول سلف کو صحیح معنوں میں نہیں سمجھا اور نہ ہی متاخرین کے قول کی حقیقت کا اسے کچھ علم ہے۔ پس اس نے چاہا کہ ان دونوں کو آپس میں خلط ملط کردے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ایمان قول و عمل واعتقاد کا نام ہے۔ عمل ایمان میں سے ہے یعنی عمل ایمان ہے، نا کہ آج کل جو اقوال رواج دیئے جارہے ہیں کہ: عمل ایمان کی صحت کی شروط میں سے ایک شرط یا اس کے کمال وغیرہ کی شرط ہے۔ ایمان کی (صحیح وسلفی) تعریف یہ ہے کہ:

"الایمان قول باللسان واعتقاد بالقلب وعمل بالجوارح وهو یزید بالطاعة وینقص بالمعصیة"

(ایمان زبان سے قول، دل سے اعتقاد اور اعضاء وجوارح سے عمل کا نام ہے جو اطاعت گزاری سے بڑھتا ہے اور گناہ ومعصیت سے گھٹتا ہے)

---

[1] جیسے نماز کے لئے اس کے وقت کا داخل ہونا اور وضوء شرط ہے لیکن وہ نماز سے خارج ایک چیز ہے۔ (ط ع)

## کیا عمل ایمان کا جزء یا رکن ہے یا کمال کی شرط ہے

سوال: کیا اعمال ایمان کا رکن اور اس کا جزء ہیں یا پھر یہ اس کے کمال کی شرط ہے؟

جواب: یہ پہلے کیئے گئے سوال کے قریب قریب ہی ہے۔ اس سوال کو کرنے والا ایمان کی حقیقت سے ناواقف ہے۔ اسی لئے تردد کا شکار ہے کہ: آیا اعمال ایمان کا جزء ہیں یا اس کی شرط ہیں؟ کیونکہ اس نے عقیدہ کو اس کے مصادر، اصول اور علماء سے حاصل نہیں کیا۔ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ ایمان کے بغیر کوئی عمل نہیں اور بنا عمل کے کوئی ایمان نہیں، یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔ پس اعمال ایمان میں سے ہیں بلکہ یہ خود ایمان ہیں[1]۔ یعنی اعمال ایمان ہیں، اقوال ایمان ہیں، اعتقاد ایمان ہیں۔ اور ان سب کا مجموعہ اللہ تعالی پر ایمان، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں، رسولوں، یوم آخرت اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لانا ہے۔

## مرجئہ کی اقسام اور ایمان کے متعلق ان کے اقوال

سوال: مرجئہ (فرقے) کی کتنی اقسام ہیں؟ اور مسائل ایمان میں ان کے اقوال کا ذکر فرمائیں؟

جواب: مرجئہ کی چار اقسام ہیں:

---

[1] جیسا کہ اللہ تعالی نے اس آیت میں نماز (عمل) کو ہی ایمان کہا: ﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُم﴾ (البقرة: ۱۴۳) (اللہ تعالی تمہارے ایمان ضائع نہیں فرمائے گا) یعنی تحویلِ قبلہ سے قبل بیت المقدس کی طرف پڑھی گئی نمازیں۔ (طع)

پہلی قسم: جہمیہ ہیں جو کہتے ہیں ایمان محض معرفت کا نام ہے، اگرچہ تصدیق نہ بھی کی جائے۔ اور یہ سب سے بدترین و قبیح ترین قول ہے۔ یہ اللہ تعالی کے ساتھ کھلم کھلا کفر ہے کیونکہ پہلے کے مشرکین، فرعون، ہامان و ابلیس تک اللہ تعالی کی معرفت رکھتے تھے اور دل میں ایمان کی بھی معرفت تھی۔ مگر اس کے باوجود جب انہوں نے اپنی زبان سے اس کا اقرار نہ کیا اور اپنے جوارح سے عمل نہ کیا تو ان کو اس معرفت نے کوئی فائدہ نہ دیا[1]۔

دوسری قسم: اشاعرہ ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ایمان فقط دل کی تصدیق کا نام ہے۔ یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ کفار اپنے دل سے اس بات کی تصدیق کرتے تھے، اور جانتے تھے کہ قرآن حق ہے اور رسول حق ہیں۔ یہود و نصاری سب اس بات کو اچھی طرح سے جانتے تھے:

﴿الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾ (البقرة: ۱۴۶)

(جنہیں ہم نے (آپ سے پہلے) کتاب دی تھی اس (نبی) کو اس طرح بخوبی جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں)

چنانچہ وہ دل سے اس کی تصدیق کرتے تھے! اللہ تعالی مشرکین کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزُنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ فَإِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ﴾ (الانعام: ۳۳)

(ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کو ان (مشرکین) کی باتیں غمگیں کرتی ہیں، دراصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ آپ کو نہیں جھٹلاتے بلکہ ظالم اللہ تعالی کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں)

[1] فرعون وآل فرعون کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا﴾ (النمل: ۱۴) (انہوں نے محض ظلم و تکبر میں ہماری آیتوں کا انکار کیا حالانکہ دل میں وہ اس کا یقین رکھتے تھے) (طع)

پس ان لوگوں نے اپنی زبانوں سے اقرار نہیں کیا اور نہ ہی اپنے جوارح سے عمل کیا تو مومنین نہیں کہلائے، حالانکہ دل سے وہ اس بات کی تصدیق کرتے تھے۔

تیسری قسم: کرامیہ ہے جو بالکل اشاعرہ کے مقابل ہیں، جن کا یہ قول ہے کہ ایمان محض زبان سے اقرار کا نام ہے اگرچہ دلی تصدیق نہ ہو۔ بلاشبہ یہ قول بھی باطل ہے، کیونکہ منافقین جو جہنم کے سب سے نچھلی تہہ میں ہوں گے، وہ بھی صرف زبان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دیتے تھے، لیکن اس کی دل سے تصدیق اور اعتقاد نہیں رکھتے تھے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ان کا حال بیان فرمایا:

﴿إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللهِ وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُون، اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُون﴾

(المنافقون: ۱-۲)

(جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ تعالی کے رسول ہیں، اللہ تعالی تو جانتا ہے کہ آپ اس کے رسول ہیں مگر اللہ تعالی اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے جس کے ذریعہ سے وہ اللہ تعالی کی راہ سے روکتے ہیں، بلاشبہ کیا ہے برا کام ہے جو وہ کرتے ہیں)

اور فرمایا:

﴿يَقُولُونَ بِأَفْوَاهِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ وَاللهُ أَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُون﴾ (آل عمران: ۱۶۷)

(یہ لوگ اپنے منہ سے وہ بات کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں، اور اللہ تعالی خوب جانتا ہے جو وہ چھپاتے ہیں)

چوتھی قسم: مرجئۃ الفقھاء ہیں، اور یہ مرجئہ کے فرقوں میں سے خفیف ترین گمراہی میں ہیں۔ان کا یہ کہنا ہے کہ ایمان دل کے اعتقاد اور زبان کے اقرار کا نام ہے لیکن اس میں عمل داخل نہیں[1]۔یہ قول مرجئۃ الفقھاء کا ہے اور یہ بھی باطل ہے۔

## مرجئۃ الفقھاء کا اہل سنت کے ساتھ اختلاف دلی اعمال سے متعلق ہے یا جوارح کے اور کیا یہ محض لفظی اختلاف ہے یہ معنوی

سوال: کیا اہل سنت کا مرجئۃ الفقھاء کے ساتھ اختلاف دلی اعمال سے متعلق ہے یا جوارح سے ؟اور کیا یہ محض لفظی اختلاف ہے یا معنوی (حقیقی)؟فضیلۃ الشیخ آپ سے اس بارے میں تفصیل درکار ہے۔

جواب: ان کا اختلاف عمل سے متعلق ہے۔یعنی مرجئۃ الفقھاء کا جمہور اہل سنت سے اختلاف ظاہری اعمال سے متعلق ہے جیسے نماز، روزہ اور حج وغیرہ۔ان کا کہنا ہے کہ یہ ایمان میں سے نہیں بلکہ یہ ایمان کی

---

[1] شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا کہ: فضیلۃ الشیخ کیا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عمل کو ایمان میں داخل نہیں سمجھتے تھے، اور کیا اس بنیاد پر انہیں مرجئۃ الفقھاء میں شمار کیا جائے گا، اگر یہ بات صحیح ہے تو ہم ان (عظیم ومشہور) امام کے لئے کیا عذر پیش کر سکتے ہیں؟

جواب: جی ہاں، امام ابو حنیفہ اور ان کے شیخ حماد بن ابی سلیمان رحمہما اللہ اس قول کے قائل ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار اور دل سے اعتقاد کا نام ہے اس میں جوارح سے اعمال کرنا داخل نہیں۔اور یہ بلاشبہ ارجاء ہے، اسی لئے انہیں مرجئۃ الفقھاء یا مرجئۃ اھل السنۃ کہا جاتا ہے۔کہ وہ ہیں تو اہل سنت میں سے لیکن اس چھوٹی سی غلطی کے مرتکب ہوئے ہیں، جس کے غلطی ہونے میں کوئی شک نہیں اور ہم غلطی تو کسی سے بھی قبول نہیں کر سکتے خواہ کوئی بھی شخصیت ہو۔نہ تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے اور نہ ہی کسی اور سے۔کیونکہ ہمارا اصل ہدف تو صواب اور وصول الی الحق ہے، البتہ اس کے باوجود یہ بات امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قدر ومنزلت کو کم نہیں کرتی۔(شرح لمعۃ الاعتقاد ص ۳۱۲) کچھ جدید تکفیری لوگوں کا امام البانی رحمۃ اللہ علیہ کو مرجئہ قرار دینا اور علماء کرام کا شیخ البانی کا دفاع کرنے سے متعلق ہماری ویب سائٹ اصلی اہلسنت ڈاٹ کام پر کتاب "علماء کرام کا شیخ البانی کو ارجاء کی تہمت سے بری قرار دینا" کا مطالعہ کیجئے۔(طع)

شرط ہیں، یاتو اس کی اصل صحت کی شرط ہیں یا پھر اس کے کمال کی شرط ہے، جبکہ ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ یہ قول بھی باطل ہے۔

ان کا جمہور اہل سنت کے ساتھ اختلاف معنوی ہے نا کہ محض لفظی، کیونکہ ان کا کہنا ہے کہ ایمان میں کمی بیشی نہیں ہوتی۔ نہ وہ اطاعت سے بڑھتا ہے اور نہ معصیت سے کم ہوتا ہے۔ یعنی لوگ ان کے نزدیک ایمان میں برابر ہیں، کیونکہ ان کے یہاں ایمان محض دل کی تصدیق اور زبان سے اقرار کا نام ہے! یہ قول باطل ہے۔

## اعمال کو کلی طور پر چھوڑ دینے والے کا کیا حکم ہے

سوال: اس شخص کا کیا حکم ہے جو تمام ظاہری اعمال کو کلی طور پر ترک کر دے، لیکن زبان سے شہادتین کا اقرار کرتا ہو اور فرائض اسلام کی فرضیت کا قائل ہو۔ مگر کوئی عمل نہ کرے، تو کیا یہ مسلمان کہلائے گا یا نہیں؟ یہ بات بھی مد نظر رہے کہ ایسا کوئی عذر بھی موجود نہیں جو اسے ان فرائض کی ادائیگی سے روکتا ہو؟

جواب: ایسا شخص مومن نہیں ہو سکتا۔ جو دل سے اعتقاد رکھے اور زبان سے اقرار کرے مگر جوارح سے کوئی بھی عمل نہ کرے۔ جو تمام اعمال کو بنا کسی عذر کے کلی طور پر معطل کر دے مومن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ایمان جیسا کہ ہم نے بیان کیا اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک: زبان سے اقرار، دل سے اعتقاد اور جوارح سے عمل کا نام ہے۔ ایمان ان تمام امور کے مجموعے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے، جو ان میں سے کسی بھی ایک کا تارک ہو گا وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

## جو ایمان کی سلفی تعریف کا قائل ہو مگر کفر کو محض اعتقاد یا انکار تک محصور کہے

سوال: کیا یہ مقولہ صحیح ہے کہ: "جو کہے کہ ایمان قول و عمل واعتقاد کا نام ہے جس میں کمی زیادتی ہوتی ہے تو وہ ہر قسم کے ارجاء سے بری ہو گیا"، اگرچہ وہ یہ بھی کہے کہ کفر صرف اعتقاد یا انکار ہی سے ممکن ہے (عملی طور پر نہیں)؟

جواب: یہ تو تناقض ہے!! اگر وہ کہتا ہے کہ کفر صرف اعتقاد یا انکار ہی سے ممکن ہے تو یہ اس کی ایمان کی تعریف والے قول کہ ( ایمان زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور جوارح سے عمل کا نام ہے) کے منافی ہے۔ یہ بالکل ظاہر تناقض و تضاد ہے۔ کیونکہ اگر ایمان واقعی زبان کے قول، دل کے اعتقاد اور جوارح کے عمل کا نام ہے جو اطاعت سے بڑھتا اور نافرمانی سے گھٹتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جو ان میں کسی بھی چیز میں خلل کا مرتکب ہو گا وہ مومن نہیں ہو سکتا۔

## کیا استہزاء بالدین کے لئے بھی دلی عقیدے کا اعتبار ہو گا

سوال: کیا یہ قول صحیح ہے یا نہیں کہ: اللہ اور اس کے رسول کو گالی دینا فی نفسہ کفر نہیں، لیکن یہ اس بات کی علامت یا نشانی ہے جو (اللہ اور رسول کے بارے میں) استخفاف، استہانت و تحقیر اس کے دل میں ہے (یعنی اس وجہ سے یہ کفر ہے)؟

جواب: یہ قول باطل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے منافقین پر ان کے ایمان کے بعد اس قول کی وجہ سے کفر کا حکم لگایا کہ: "مَا رَأَيْنَا مِثْلَ قُرَّائِنَا هٰؤُلَاءِ، أَرْغَبَ بُطُونًا، وَلَا أَكْذَبَ أَلسنًا، وَلَا أَجْبَنَ عِنْدَ اللِّقَاءِ" (ہم نے اپنے ان قراء سے بڑھ کر پیٹو، جھوٹے اور بزدل نہیں دیکھے) اس سے ان کی مراد رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تھے۔ پس ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۝ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ (التوبۃ: ۶۵-۶۶)

(جب آپ ان سے پوچھیں گے تو یقیناً کہیں گے ہم تو صرف ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ آپ کہیں کہ کیا تم اللہ تعالی، اس کی آیات اور اس کے رسول سے استہزاء کرتے تھے۔ عذر بیان نہ کرو تم یقیناً ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو)

چناچہ اس مقالے کے وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی۔ اس بات کی شرط نہیں لگائی کہ وہ دل میں ایسا ہی اعتقاد رکھتے تھے۔ (حالانکہ وہ کہہ بھی رہے تھے کہ ﴿إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ﴾ (ہم تو یونہی دل لگی، مذاق و کھیل میں ایسی باتیں کر رہے تھے)) بلکہ اللہ تعالی نے محض اس مقالے کے بموجب ان پر کفر کا حکم لگایا۔ اس کی مزید دلیل یہ بھی ہے کہ فرمایا:

﴿يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ﴾ (التوبۃ: ۷۴)

(یہ لوگ اللہ تعالی کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کی حالانکہ یقیناً انہوں نے یہ کلمۂ کفر کہا ہے، اور اپنے اسلام لانے کے بعد کافر ہو چکے ہیں)

پس محض ان کے کلمۂ کفر کے قول پر ہی کفر کا حکم مرتب فرمایا گیا ہے۔

## جو صرف مال و دنیا کمانے کے لئے اللہ و رسول کو گالی دیتا ہے

سوال: اس شخص کا کیا حکم ہے جو اللہ و رسول اور دین کو گالی دیتا ہے، اور جب اسے نصیحت کی جاتی ہے تو یہ علت بتاتا ہے کہ اس سے اس کا مقصد محض روٹی روزی کمانا ہے۔ کیا ایسا شخص کافر ہے، یا پھر ایسا مسلمان ہے کہ جس کے خلاف بس تعزیری و تادیبی کارروائی کی جائے (تکفیر نہ کی جائے)؟ یا یہاں بھی ہم گالی

دینے کے عمل اور گالی دینے والے میں فرق کریں گے (جیسے بعض اوقات عمل کفر یا شرک اور اس کے مرتکب کی تکفیر میں فرق کیا جاتا ہے)؟

جواب: کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرے خواہ قول سے ہو یا فعل و اعتقاد سے اور کہے کہ یہ محض روٹی روزی کمانے کے لئے کر رہا ہوں۔ رزق تو اللہ تعالی کے پاس ہے[1] (وہی رزاق ہے[2])۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا، وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ٢-٣)

(جو اللہ تعالی کا تقوی اختیار کرتا ہے، تو وہ اس کے لئے (ہر مصیبت سے نکلنے کا) مخرج پیدا فرما دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جس کا اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا)

رزق تو اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالی نے ان لوگوں پر بھی کفر کا حکم لگایا ہے جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتے ہیں، اللہ تعالی مرتدین اور منافقین کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (النحل: ١٠٧)

(یہ اس لئے کہ انہوں نے آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کو عزیز رکھا، اور اللہ تعالی کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا)

تو ان کے بارے میں حکم لگایا کہ انہوں نے اپنے ایمان سے ہاتھ دھو لئے محض اس لئے کہ وہ چاہتے تھے کہ لوگوں کے ساتھ رہیں اور زندگی بسر کریں، حالانکہ:

---

1 ﴿وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴾ (الذاریات: ٢٢) (اور آسمانوں میں تمہارا رزق ہے جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے) (ط ع)

2 ﴿إِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ﴾ (الذاریات: ٥٨) (اللہ تعالی ہے سب کا روزی رساں اور قوت والا زور آور ہے) (ط ع)

﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللهُ سَيُؤْتِينَا اللهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللهِ رَاغِبُونَ﴾ (التوبۃ: ۵۹)

(اگر یہ لوگ صرف اللہ تعالی اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے سے راضی رہتے اور کہتے کہ ہمیں اللہ تعالی ہی کافی ہے، عنقریب اللہ تعالی ہمیں اپنے فضل سے اور دے گا اور اس کا رسول بھی، ہم تو اللہ تعالی کی ذات ہی سے توقع رکھنے والے ہیں)

اگر یہ لوگ کما حقہ اللہ تعالی پر توکل کرتے تو اللہ تعالی انہیں وافر رزق سے نوازتا۔

## کیا قبر پرست مشرکین ہیں

سوال: اس شخص کا کیا حکم ہے کہ جو بتوں کو نصب کرتا، قبروں اور مزارات کی تعمیرات کرواتا ہے، اس پر مساجد و مشاہد بناتا ہے۔ اور اس کے لئے مجاور و مال وقف کرتا ہے۔ اس کے لئے کمیٹیاں تشکیل دیتا ہے کہ جو ان کی دیکھ بھال کریں، اور لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتا ہے (دعوت دیتا ہے) کہ وہ اس کی عبادت کرسکیں، اس کے گرد طواف کرسکیں، اس سے دعائیں کریں اور ان کے نام پر ذبح کریں؟

جواب: اس کا حکم یہ ہے کہ وہ اپنے اس عمل سے کفر کا مرتکب ہوا ہے، کیونکہ اس کا یہ فعل تو کھلم کھلا دعوتِ کفر ہے۔ مزارات کی تعمیر کرنا اور لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف دعوت دینا، اس کے لئے مجاور مقرر کرنا، یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ وہ ان تمام باتوں سے اور کفر و گمراہی کی طرف دعوت دیئے جانے سے راضی ہے۔ العیاذ باللہ۔

## کیا غیر اللہ سے مدد مانگنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے

سوال: کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں کہ جو مردوں سے فریاد کرتا ہوں اور انہیں مدد کے لئے پکارتا ہو؟ اور ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ جو عمداً جھوٹ بولتا ہے، نیک و صالح لوگوں کو تکلیف پہنچاتا ہے پھر نماز میں امامت بھی کرواتا ہے، کیا ایسے شخص کو نماز پڑھوانے کے لئے آگے کرنا چاہیے جبکہ اس کے بارے میں جھوٹ بولنا اور فاسق ہونا معلوم ہو؟

جواب: ایسے مشرک کے پیچھے نماز صحیح نہیں کہ جس کا شرک دین سے خارج کردینے والا شرک اکبر ہو۔ مردوں سے دعاء و فریاد کرنا شرک اکبر ہے جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کردیتا ہے۔ ایسا شخص مسلمان نہیں، لہذا اس کی اپنی نماز صحیح نہیں اور نہ ہی اس کی اقتداء میں پڑھنے والے کی۔ کیونکہ امام کے لئے شرط ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ہو، اور ظاہر و باطن طور پر دین اسلام پر عمل پیرا ہو۔

جہاں تک دوسرے شخص کا معاملہ ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہے تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے: جھوٹ، مسلمانوں کی ایذاء رسانی اور شرک سے کم تر کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہونا وغیرہ۔ یہ کبیرہ گناہ ہیں جن سے کفر لازم نہیں آتا، مگر پھر بھی ایسے شخص کو امام بنانا مناسب نہیں۔ البتہ اگر کوئی آئے اور دیکھے کہ یہ شخص لوگوں کو جماعت کروا رہا ہے، تو اس صورت میں اس کے پیچھے نماز پڑھتا رہے گا، انفرادی طور پر نہیں۔ جب تک کہ اسے کوئی نیک، مستقیم و صالح امام نہیں مل جاتا، اگر مل جائے تو اس کی طرف چلا جائے[1]۔

---

[1] سلف صالحین کا اہل بدعت کے پیچھے نماز پڑھنے کے بارے میں یہ اصولی مؤقف ہے کہ جس کی بدعت بدعتِ مکفرہ ہو (یعنی کفر تک پہنچی ہوئی ہو) جیسے وحدت الوجود کا عقیدہ و غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارنا تو اس کے پیچھے نماز جائز نہیں البتہ جس کی بدعت غیر مکفرہ جیسے زبان سے نماز کی نیت کرنا یا عید میلاد منانا وغیرہ ہو تو صحیح سلفی العقیدہ امام نہ ملنے کی صورت میں اس کے پیچھے نماز جائز ہے، ہاں، صحیح القعیدہ کے پیچھے پڑھنا بہر حال افضل ہے۔ واللہ اعلم (طع)

## "بلا عمل کے بھی جنت میں داخلہ ممکن ہے" کہنے والوں کی دلیل

سوال: بعض ایسی احادیث ہیں کہ جن سے بعض لوگ دلیل پکڑتے ہیں کہ جو بالکلیہ اعمال کا تارک ہو وہ بھی مومن ہے لیکن ناقص الایمان۔ جیسا کہ حدیث "لَمْ يَعْمَلُوا خَيْرًا قَطُّ"[1] (جس نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی) یاحدیث البطاقة[2] وغیرہ جیسی احادیث سے استدلال کیا جاتا ہے۔ لہذا اس کا جواب کس طور پر دیا جاسکتا ہے؟

جواب: یہ تو متشابہ نصوص کے ساتھ استدلال کرنا ہے جو کہ اہلِ زیغ (جن کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہو) کا طریقہ ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ﴾

---

1 صحیح مسلم ١٨٦

2 وہ بطاقہ (رقعہ/پرچی/کارڈ) والی حدیث یہ ہے: "إِنَّ اللهَ سَيُخَلِّصُ رَجُلًا مِنْ أُمَّتِي عَلَى رُءُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَنْشُرُ عَلَيْهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ سِجِلًّا كُلُّ سِجِلٍّ مِثْلُ مَدِّ الْبَصَرِ، ثُمَّ يَقُولُ: أَتُنْكِرُ مِنْ هَذَا شَيْئًا ؟ أَظَلَمَكَ كَتَبَتِي الْحَافِظُونَ ؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: أَفَلَكَ عُذْرٌ ؟ فَيَقُولُ: لَا يَا رَبِّ، فَيَقُولُ: بَلَى، إِنَّ لَكَ عِنْدَنَا حَسَنَةً فَإِنَّهُ لَا ظُلْمَ عَلَيْكَ الْيَوْمَ، فَتَخْرُجُ بِطَاقَةٌ فِيهَا أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، فَيَقُولُ: احْضُرْ وَزْنَكَ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ مَا هَذِهِ الْبِطَاقَةُ مَعَ هَذِهِ السِّجِلَّاتِ ؟ فَقَالَ: إِنَّكَ لَا تُظْلَمُ، قَالَ: فَتُوضَعُ السِّجِلَّاتُ فِي كَفَّةٍ وَالْبِطَاقَةُ فِي كَفَّةٍ، فَطَاشَتِ السِّجِلَّاتُ وَثَقُلَتِ الْبِطَاقَةُ، فَلَا يَثْقُلُ مَعَ اسْمِ اللهِ شَيْءٌ" صحیح سنن ترمذی (٢٦٣٩) (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ایک شخص کو میری امت سے جدا کرے گا اور اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر کھولے جائیں گے۔ ہر دفتر اتنا بڑا ہوگا جہاں تک انسان کی نگاہ پہنچتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تجھے اس میں سے کسی کا انکار ہے۔ کیا میرے لکھنے والے محافظ فرشتوں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ عرض کرے گا نہیں یارب! اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارے پاس تیری ایک نیکی ہے آج تجھ پر کچھ ظلم نہ ہوگا۔ پھر ایک بطاقہ (کاغذ کا ٹکڑا) نکالا جائے گا جس پر کلمہ شہادت لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میزان کے پاس حاضر ہو جا۔ وہ کہے گا یااللہ ان دفتروں کے سامنے اس چھوٹے سے کاغذ کا کیا وزن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج تم پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر ایک پلڑے میں وہ ننانوے دفتر رکھ دیئے جائیں گے اور دوسرے پلڑے میں کاغذ کا وہ پرزہ رکھا جائے گا۔ دفتروں کا پلڑا ہلکا ہو جائے گا جبکہ کاغذ (کا پلڑا) بھاری ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوسکتی)۔ (ط ع)

(آل عمران: ۷)

(لیکن جن کے دلوں میں ٹیڑھ پن ہوتا ہے تو وہ ان (آیات) میں سے متشابہ کی پیروی کرنے کی کھوج میں رہتے ہیں، محض فتنہ پروری کے لئے اور (باطل) تاویل کی خاطر)

پس وہ متشابہ دلائل کو لیتے ہیں اور محکم وواضح دلائل کو چھوڑ دیتے ہیں جو ان متشابہ کی تفسیر وبیان ہوتے ہیں۔ ضروری ہے کہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے۔ لہذا (اس اصول کے مد نظر) یہ کہا جائے گا کہ جو کسی شرعی عذر کے پیش نظر یا اسے موقع ہی نہیں ملا کہ کوئی نیک عمل کرے یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا تو یہ معذور متصور ہو گا، اور اسی سے متعلق مندرجہ بالا احادیث سمجھی جائیں گی۔

کیونکہ اس شخص نے شہادتین کا اقرار کیا مکمل اعتقاد واخلاص کے ساتھ پھر وہ اسی وقت فوت ہو گیا یا اسے عمل کرنے کا موقع ہی میسر نہ آیا، البتہ شہادتین کا اقرار اس نے اخلاص وتوحید کے ساتھ کیا تھا، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ، حَرُمَ مَالُهُ، وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ''[1] (جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور جس کی اللہ تعالی کے سوا عبادت کی جاتی ہے اس کا انکار کیا، تو اس کی جان ومال حرام ہیں، اور اس کا باقی حساب اللہ تعالی کے ذمہ ہے) اور فرمایا: ''فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ''[2] (پس اللہ تعالی نے جہنم کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جس نے صرف اللہ تعالی کے چہرے کے دیدار کے لئے (اور اس کی رضا چاہنے کو) لا الہ الا اللہ کہا) تو یہ سب اس شخص سے متعلق ہے جسے عمل کرنے کا موقع ہی نہ مل پایا حالانکہ اس نے شہادتین کا اقرار کیا اور اللہ تعالی کے لئے اخلاص کے ساتھ اس کے معنی کا اعتقاد رکھا لیکن اسے کوئی عمل کرنے کی فرصت ہی نہ ملی یہاں تک کہ وہ وفات پا گیا۔ تو یہ وہ شخص ہے کہ جو شہادتین کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گا، اور ایسے ہی کے بارے میں حدیث بطاقہ اور جو اس کے ہم معنی احادیث ہیں کو سمجھا جائے گا۔ چنانچہ جو شخص جہنم سے نکالا جائے گا حالانکہ اس نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی ہو گی وہ وہی

---

1 مسلم کتاب الایمان ۲۳، مسند احمد ۶/۳۹۴

2 بخاری کتاب الصلاۃ ۴۱۵، مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ ۳۳

شخص ہے کہ جسے عمل کی مہلت ہی نہ ملی جبکہ وہ شہادتین کا اقراری تھا اور اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔ یہ طریقہ ہے ان دونوں اقسام کی احادیث کو جمع کرنے کا۔

## کیا مسلم معاشرے میں رہ کر بھی غیر اللہ کو پکارنے والا مشرک ہے

سوال: اس شخص کا کیا حکم ہے جو غیر اللہ کو پکارتا ہے حالانکہ وہ ایک مسلمان معاشرے میں مسلمانوں کے درمیان زندگی بسر کرتا ہے اور اسے قرآن کریم بھی پہنچ چکا ہے۔ کیا یہ شخص مسلمان پر جس پر شرک کا معاملہ ملتبس ہو گیا ہے یا اسے مشرک ہی تصور کیا جائے گا؟

جواب: جسے قرآن وسنت پہنچ جائے اس صورت میں کہ وہ اگر چاہے تو انہیں سمجھ سکتا تھا، پھر بھی ان پر عمل پیرا نہ ہو اور اسے قبول نہ کرے بایں صورت اس پر حجت تمام ہے۔ اس کے لئے جہالت کا عذر کارگر نہیں کیونکہ اس پر حجت تمام ہو چکی ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿وَأُوحِيَ إِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ لِأُنذِرَكُم بِهِ وَمَن بَلَغَ أَئِنَّكُمْ لَتَشْهَدُونَ أَنَّ مَعَ اللهِ آلِهَةً أُخْرَى قُل لَّا أَشْهَدُ قُلْ إِنَّمَا هُوَ إِلَهٌ وَاحِدٌ وَإِنَّنِي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ﴾ (الانعام: ۱۹)

(میرے طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے کہ میں اس کے ذریعہ سے تمہیں خبر دار کروں اور جسے جسے یہ پہنچے، کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالی کے ساتھ اور بھی معبودات ہیں۔ کہو میں تو یہ گواہی نہیں دیتا (بلکہ) کہو کہ بے شک وہ (اللہ) تو ایک ہی اکیلا معبود ہے، اور میں ان سے بیزار ہوں جنہیں تم اس کا شریک گردانتے ہو)

چاہے وہ مسلمانوں کے درمیان رہتا ہو یا غیر مسلموں کے۔ ہر وہ شخص جسے قرآن کریم پہنچ گیا اس صورت میں کہ اگر وہ چاہتا تو اسے سمجھ سکتا تھا، پھر بھی وہ اس پر عمل پیرا نہ ہوا، تو وہ مسلمان نہیں، اور اس کے لئے جہالت عذر نہیں۔

## کیا اقامتِ حجت کے لئے حجت کا واضح فہم ہو جانا شرط ہے

سوال: کیا اقامت حجت کے لئے حجت (دلیل) کا واضح و جلی طور پر سمجھ جانا شرط ہے یا محض اس کی اقامت ہی مقصود ہے؟ اس بارے میں دلیل کے ذکر کے ساتھ تفصیل مطلوب ہے؟

جواب: اس کا ذکر ہم نے اس سے قبل والے جواب میں کر دیا ہے، کہ اگر قرآن یا سنت میں سے اسے دلیل اس صورت میں پہنچ چکی ہے کہ اگر وہ سمجھنا چاہتا تو سمجھ سکتا تھا یعنی اس کی اپنی زبان میں پہنچا کہ جسے وہ سمجھ سکے، اور اس طور پر کہ وہ بآسانی سمجھ سکتا تھا، اس کے باوجود وہ اس کی پرواہ نہ کرے اور نہ ہی اس پر عمل کرے، تو ایسے شخص کے بارے میں جہالت کا عذر نہیں ہو گا کیونکہ یہ خود مفرط (کوتاہی کا شکار) ہے۔

## شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی مانعینِ زکوۃ کی تکفیر کو کس پر محمول کیا جائے گا

سوال: عرب قبائل میں سے جنہوں نے اسلامی شعیرہ (فریضہ) زکوۃ دینے سے انکار کیا تھا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ان کی تکفیر فرمانا ان کے زکوۃ کی فرضیت کے انکار کی وجہ سے تھا یا محض نہ دینے اور اس کے ادا کرنے کا التزام نہ کرنے کی وجہ تھا؟

جواب: اہل علم نے اس بارے میں تفصیل بیان کی ہے۔ کہ زکوۃ نہ دینے والا اگر اس کے وجوب کا انکاری ہے تو وہ کافر ہے اور اس سے قتال مرتدوں سے قتال کے زمرے میں ہو گا۔ بصورت دیگر اگر اس کا منع کرنا بخل و کنجوسی کی وجہ سے ہے حالانکہ وہ اس کے وجوب کا اعتقاد رکھتا ہے تو ایسے سے بھی قتال کیا جائے

گا یہاں تک کہ وہ زکوۃ ادا کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے لیکن اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ اور اس سے قتال صرف زکوۃ نہ دینے کی وجہ سے کیا جائے گا یہاں تک کہ اس سے لے لی جائے۔ البتہ جو بات شیخ تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے کہ وہ ان کی مطلقاً تکفیر فرمایا کرتے تھے، تو میں کبھی ان کے اس قسم کے کلام پر مطلع نہیں ہوا۔

## تشریعِ عام کا حکم

سوال: اسلامی شریعت کو وضعی قوانین جیسے فرینچ یا برٹس لاء سے تبدیل کر دینے کا کیا حکم ہے، جبکہ اس میں یہ قانون بھی لکھا ہو کہ نکاح و میراث جیسے معاملات (عائلی قوانین) اسلامی شریعت کے مطابق ہوں گے؟

جواب: جو مکمل طور پر اسلامی شریعت کو کالعدم کر کے اس کی جگہ دوسرا قانون لاگو کر دے (جسے تشریع عام بھی کہا جاتا ہے) تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس چیز کے جواز کا قائل ہے۔ کیونکہ ظاہر بات ہے کہ اس کا اسے کالعدم کرنا اور اس کی جگہ کسی اور قانون کو لانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اسے شریعت سے بہتر سمجھتا ہے۔ اگر وہ شریعت کو بہتر سمجھتا ہوتا تو کبھی بھی اسے کالعدم کر کے اس کی جگہ اس قانون کو نہ لاتا۔ یہ اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرنا ہے۔

جہاں تک سوال ہے کہ اس قانون میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ نکاح و میراث جیسے عائلی قوانین شریعت کے مطابق ہوں گے تو یہ کتاب کے بعض حصے پر ایمان لانا اور بعض سے کفر کرنے والی حالت ہے[1]۔ یعنی بعض معاملات میں تحکیم شریعت کی جائے اور بعض پر کرنے سے منع کیا جائے۔ جبکہ دین

---

[1] اللہ تعالی کا ایسوں کے بارے میں فرمان ہے: ﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَى أَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ, أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
(جاری ہے---)

کے ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیئے جاسکتے۔ چنانچہ تحکیم شریعت کے بھی ٹکڑے ٹکڑے نہیں کیئے جاسکتے، لازم ہے کہ شریعت کی کامل تطبیق کی جائے، ناکہ بعض کی تطبیق کرکے بعض کو ترک کردیا جائے۔

## کیا "جنس العمل" کا تارک کافر ہے

سوال: اس بات کا کیا حکم ہے کہ کوئی یہ کہے: (جو کوئی کہتا ہے کہ جو شخص کلیتاً تمام ظاہر اعمال کو چھوڑ دے [جسے بعض اہل علم "جنس العمل" کہتے ہیں] وہ کافر ہے) یہ قول فرقۂ مرجئہ میں سے کسی فرقے کا قول ہے؟

جواب: یہ وہی بات ہے جو پہلے گزری کہ عمل ایمان میں سے ہے یعنی عمل خود ایمان ہے۔ جو اس کا تارک ہے وہ ایمان ہی کا تارک ہے۔ خواہ وہ شروع سے ہی کلی طور پر عمل کا تارک ہو کہ زندگی بھر کوئی عمل نہیں کیا، یا پھر بعض اعمال کا تارک ہو۔ کیونکہ وہ عمل کا ایمان میں سے ہونا مانتا ہی نہیں اور نہ یہ سمجھتا ہے کہ عمل ایمان میں داخل ہے۔ چنانچہ اس بنا پر وہ مرجئہ ہی میں سے ہے [1]۔

---

بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ﴾ (البقرۃ: 85-86) (کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور بعض سے کفر کرتے ہو، تو جو تم میں سے ایسا کرے تو اس کی سزا اس کے سوا کیا ہو کہ دنیا کی زندگی میں بھی رسوائی ہو اور بروز قیامت شدید ترین عذاب کی جانب لوٹایا جائے۔ اور اللہ تعالی تمہارے اعمال سے غافل نہیں۔ ان لوگوں نے دنیا کی زندگی کی خاطر اپنی آخرت کا سودا کردیا تو ان پر سے عذاب نہ ہلکا کیا جائے گا اور نہ ہی وہ مدد کئے جائیں گے) (ط ع)

[1] جنس العمل کی اصطلاح بھی ان ذو معنی و مبہم اصطلاحات میں سے ہے جنہیں سلف نے استعمال نہیں کیا مگر آجکل ارجاء و تکفیر وغیرہ فتنے میں اسے خوب استعمال کیا جارہا ہے۔ اس کے پیش نظر شیخ ابراہیم الرحیلی حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ انہی مجمل اصطلاحات میں سے ہے جو اہل بدعت استعمال کرتے ہیں جن کا حق معنی تو مانا جائے گا لیکن باطل معنی نہیں تسلیم کیا جائے گا اسی لئے اس اجمال کی اہل سنت تفصیل طلب کرتے اور بیان کرتے ہیں جیسے اللہ تعالی کے لئے جہت یا تجسیم کا لفظ ہے، ہم صفات الہی وعلو الہی کی تاویل کرنے والوں سے پوچھتے ہیں جو ہم پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ اللہ تعالی کا جسم اور ایک جہت میں محدود تصور کرتے ہیں، ہم کہتے ہیں شریعت میں جسم و جہت کا لفظ استعمال نہیں ہوا اسی لئے ہم کرتے ہی نہیں، پھر بھی اگر تم بضد ہو تو جسم سے اگر مراد صرف وہ اسماء ہیں جو مخلوقات کے ہوتے ہیں جیسے (جاری ہے---)

# کیا جہمیہ کافر ہیں

سوال: کیا سلف صالحین رضی اللہ عنہم کی جہمیہ فرقے کی تکفیر کرنا کفر اکبر کی وجہ سے ہے کہ جو انہیں ملت اسلامیہ سے خارج کر دے یا وہ کفر دون کفر (ملت سے خارج کر دینے والے بڑے کفر سے کمتر کفر) ہے، اور اس تکفیر سے ان کی مراد فقط زجر و تغلیظ تھی؟

جواب: سلف کی جہمیہ کی تکفیر کرنا کفر اکبر کے سبب سے تھی۔ کیونکہ انہوں نے کلام اللہ کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ اللہ تعالی کا کلام مخلوق ہے۔ اور اسماء الٰہی اور اللہ کی صفات کا انکار کیا تھا۔ یہ معطلہ تھے (یعنی مکمل

---

آنکھیں، چہرہ، قدم، انگلیاں وغیرہ تو وہ اللہ تعالی کی شایان شان ثابت ہیں مخلوق سے بلا مشابہ، لیکن اگر جسم سے مراد مخلوق کے جسم کی جیسی تشبیہ کا اثبات ہو تو ہم اس کے قائل نہیں۔ اسی طرح سے جہت سے مراد اگر علو باری تعالی اور استواء علی العرش ہے تو وہ ثابت ہے جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے لیکن اگر اس سے تمہاری مراد مخلوق کی طرح کسی مکان پر محصور و محدود ہو جانا ہے یا کسی چیز و جہت کا اللہ تعالی کو اپنے احاطے میں لے لینا وغیرہ ہے تو ظاہر ہے ہم اس کے قائل نہیں۔ اسی طرح سے جنس العمل کا مسئلہ ہے کہ اگر اس کا قائل جنس العمل کے ترک پر تکفیر کرتا ہے تو ہم کہیں گے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ: ایمان کی ستر سے اوپر شاخیں ہیں جن میں سے سب سے اعلی کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنا ہے اور ادنی ترین راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا ہے۔ تو ہم کہیں گے عمل کی جنس میں سے تو راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی ہے کیا اس کے ترک کو کوئی بھی عالم کفر کہتا ہے! نہیں۔ اور اس کے برعکس جو جنس العمل پر تکفیر کا قائل نہیں اسے کہیں گے کہ کیا مذکورہ بالا حدیث میں جو اعلی عمل زبان سے کلمہ توحید کا اقرار ہے اس کا تارک بھی کافر نہیں، حالانکہ سب کا اتفاق ہے کہ کلمہ توحید کا تارک کافر ہے۔ تو اس مجمل لفظ کی تفصیل ضروری ہے کہ جنس العمل سے تم کیا مراد لے رہے ہو تو یہی سلفی طریقہ ہے۔ اسی لئے سلف اور علماء اسے استعمال نہیں کرتے بلکہ ایمان کی معروف و مشہور تعریف پر ہی اکتفاء کرتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور جوارح سے عمل کا نام ہے جو نیکی سے بڑھتا اور برائی سے گھٹتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ان شرعی نصوص کے علاوہ عقلاً بھی یہ ایک محال بات و مفروضہ ہے کہ کوئی شخص سوائے اس شخص کے جو ایمان لاتے ہی مر جائے اور اسے کوئی عمل کرنے کا موقع نہ ملے ایسا ہو سکتا ہے کہ زندگی بھر اس نے کوئی عمل ہی نہ کیا ہو! کسی کو سلام نہ کیا یا جواب نہ دیا ہو، والدین کے ساتھ بھلائی کرنا، بیوی بچوں پر خرچ کرنا وغیرہ کیا عمل صالح نہیں! کیا ان کے بغیر بھی کوئی اپنی پوری زندگی گزار سکتا ہے! (مختصر مفہوم شرح اصول الثلاثۃ) (طع)

طور پر اسماء وصفات کا انکار کرنے والے)۔ وہ قرآن مجید اور سنت سے ثابت شدہ اسماء وصفات الٰہیہ کو جھٹلاتے تھے۔ ساتھ ہی وہ حلول اور یہ کہ اللہ تعالی ہر مکان میں حل ہو چکا ہے کا عقیدہ رکھتے تھے، تعالی اللہ عما یقولون۔ پس ان کے یہ مقالات کفر اکبر کو مستلزم ہیں، اور سلف کا ان کی تکفیر کرنا بھی کفر اکبر کے سبب سے تھا۔ الا یہ کہ کوئی جاہل و مقلد ہو اور ان کی اتباع کر رہا ہو اس گمان کے ساتھ کہ یہ لوگ حق پر ہیں حالانکہ وہ خود ان کے مذہب سے ناآشنا ہو اور ان کے قول کی حقیقت سے بے خبر ہو، ایسے شخص کو کسی حد تک جہالت کا عذر دیا جا سکتا ہے۔

## کیا سلف سے تکفیرِ معین منقول ہے

سوال: سلف صالحین کا جہمیہ میں سے معین افراد کی تکفیر کرنا جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا حفص الفرد کی تکفیر کرنا جبکہ اس نے خلقِ قرآن سے متعلق بات کی تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "کفرت باللہ العظیم" (تو نے اللہ تعالی کے ساتھ کفر کیا) جیسا کہ یہ قول ان سے امام لالکائی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ میں نقل فرمایا ہے۔ یا پھر جہم میں صفوان، بشر المریسی، نظّام اور ابو ہذیل العلّاف کی تکفیر کرنا جیسا کہ ابن بطہ نے الابانۃ الصغری میں ذکر فرمایا۔ کیا اس سے ان کی مراد ان معین افراد کی تکفیر تھی یا پھر صرف ان کے ادا کردہ الفاظ کو کفر ثابت کرنا تھا نا کہ ان افراد کی معین تکفیر کرنا؟

جواب: جو کوئی کفریہ بات کرے یا کفریہ فعل کرے تو اس کی معین تکفیر کی جائے گی۔ کیونکہ جو کوئی کفریہ عمل کرے یا کفریہ بات کہے اور وہ ان لوگوں میں سے بھی نہ ہو کہ جنہیں جہالت کی وجہ سے معذور سمجھا جاتا ہے تو اس کی معین تکفیر ہو گی، اور ہم اس کے بارے میں کفر کا حکم لگائیں گے[1]۔

---

[1] یہاں سے بعض ان لوگوں کی بھی غلط فہمی زائل ہو گی جو ماشاءاللہ سے صحیح العقیدہ ہوتے ہیں اور فتنہ تکفیر اور تکفیری لوگوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر ان کے باطل تکفیری اصولوں کا رد کرتے کرتے اس حد تک نرم ہو جاتے ہیں کہ ان کے یہاں گویا کہ تکفیر معین ناممکن ہے اور ہم محض فعل کو ہی کفر کہہ سکتے ہیں، اگرچہ یہ قائدہ واقعی صحیح اور سلفی ہے مگر بعض حالات میں ہمیشہ نہیں۔ جبکہ (جاری ہے---)

## عقیدے سے متعلق بعض اصطلاحات کا معنی

سوال: اہل سنت کی کتب میں بعض اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جن کا صحیح معنی بیان فرمائیں مثلاً: التزام، اقناع، کفر الاعراض؟

جواب: دراصل کفر کی انواع ہیں۔ ان میں سے کفرِ اعراض، کفرِ تکذیب اور کفرِ جحود (انکار) ہے۔ یہ سب کفر (اکبر) ہی کی انواع ہیں۔ کیونکہ کفر ایک ہی قسم کا نہیں ہوتا بلکہ اس کی متعدد انواع واقسام ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں کفر کی عمومی دو اقسام بھی ہیں پہلی کفر اکبر جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے اور دوسری کفر اصغر جو انسان کو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا۔ ضروری ہے کہ ان تمام امور کی تفصیلی تعلیم ومعرفت حاصل کی جائے[1]۔ چنانچہ کفر ہر طور پر ایک ہی درجے کا نہیں ہوتا۔

## جو کافر کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر!

سوال: شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالے "نواقضِ اسلام" میں جو تیسرا ناقض بیان فرمایا ہے کہ: "جو مشرکین کی تکفیر نہ کرے یا ان کے کفر میں شک کرے یا پھر ان کے مذہب کو صحیح سمجھے تو وہ انہی کے جیسا (کافر) ہے" اس کا صحیح معنی کیا ہے؟

---

سلفی منہج اعتدال ودلائل پر مبنی ہے کہ نہ بے دلیل وبے لگام تکفیر ہے اور نہ ہی تکفیر معین کلی طور پر ناممکن ہے۔ البتہ اس کی اپنی کڑی شرائط وموانع ہیں جس میں اتمام حجت عالم کے ذمہ اور اقامتِ حد حاکم کے ذمہ ہے۔ (ط ع)

[1] کفر، شرک، نفاق وفسق اکبر واصغر کی تعریف وفرق کی تفصیل کے لئے دیکھیں ہماری ویب سائٹ اصلی اہلسنت ڈاٹ کام پر موجود شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کی کتاب "عقیدۂ توحید اور اس کے منافی امور"۔ (ط ع)

جواب: بالکل یہ بات ایسی ہی ہے جیسا کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔(وہ کافر اس لئے ہے) کیونکہ جس کفریہ عقیدے پر وہ کفار قائم ہیں وہ اس سے راضی ہوا اور ان کی موافقت کی۔ لہذا جو ان کی تکفیر نہیں کرتا یا پھر جس چیز پر وہ ہیں اس سے راضی ہے یا ان کے کفر کا دفاع کرتا ہے تو وہ انہی کے جیسا کافر ہے۔ کیونکہ وہ کفر سے راضی ہوا اور اس کا انکار کرنے کے بجائے اقرار کیا[1]۔

---

[1] شیخ صالح السحیمی حفظہ اللہ اپنی شرح "نواقض اسلام" میں فرماتے ہیں یہاں جن کی تکفیر کی بات کی جا رہی ہے وہ اصل کفار یعنی یہود، نصاری، ہندو، بت پرست و مشرکین وغیرہ ہیں، البتہ جو شخص کسی اسلامی فرقے کی تکفیر میں توقف کرے تو اس کے بارے میں یہ حکم نہیں خصوصاً جن کی تکفیر کے بارے میں اہل سنت کے مابین اختلاف ہو۔ جیسے خوارج کی تکفیر کے بارے میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہے۔

اسی طرح سے "نواقض اسلام" کی شرح از شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ میں شیخ سے اس ناقض کے متعلق سوال کیا گیا کہ:

سوال: کیا کفار کی تکفیر اصلی کافر سے متعلق ہے یا پھر مرتد کافر بھی اس میں شامل ہے؟

جواب: بالکل، کفار کی تکفیر عام ہے خواہ اصلی ہو یا مرتد۔ ان سب سے ایک ہی معاملہ کیا جائے گا، الا یہ کہ مرتد کافر سے توبہ کروائی جائے گی، اگر کرلے تو صحیح و گرنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ جبکہ اصلی کافر سے معاہدہ کر لینا جائز ہے۔ لیکن مرتد کافر کو ہر گز نہیں چھوڑا جائے گا کیونکہ اس نے عقیدے میں فساد و بگاڑ برپا کیا اور حق جان لینے کے بعد بھی یہ بدترین زیادتی کر گزرا ہے، لہذا اس کا قتل واجب ہے کیونکہ اب وہ ایک فاسد عضوء (اسلامی معاشرے کے لئے ناسور) بن چکا ہے۔

سوال: بعض سیٹلائٹ چینلز پر ایک (مسلم) شخص یہ تک کہتا ہے کہ یہود و نصاری ہمارے ایمانی بھائی ہیں [اس قسم کا کلام طاہر القادری، یوسف قرضاوی وغیرہ سے صادر ہو چکا ہے]۔ ایسوں کا کیا حکم ہے، کیا اس وجہ سے وہ کافر ہو چکے ہیں؟

جواب: جو یہ کہے کہ یہود و نصاری ہمارے بھائی ہیں تو وہ اس قول کے سبب کافر ہو جائیں گے۔ الا یہ کہ اس کا کہنے والا جاہل ہو تو اسے وضاحت کی جائے گی، لیکن اگر وہ پھر بھی اسی پر مصر رہا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ اور اگر توبہ کرے تو اللہ تعالی اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔

سوال: تکفیر معین کا کیا ضابط ہے؟ کوئی یہ بھی کہتا ہے کہ کسی شخص کی خواہ وہ یہودی ہی ہو معین تکفیر نہ کرو یہاں تک کہ اس کی تکفیر کا سبب متحقق نہ ہو جائے؟

جواب: جس کا کفر ظاہر ہو گا اس کی تکفیر کی جائے گی۔ جیسے کوئی اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرے گا تو اسے مشرک کہا جائے گا۔ البتہ اس کے دائمی جہنمی ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ دنیا میں اس کے عمل و عقیدے کے بموجب ہم کفر کا حکم تو لگا سکتے ہیں لیکن آخرت کے تعلق سے آپ حکم نہ لگائیں کہ وہ جہنمی ہی ہے۔ کیونکہ عین ممکن ہے کہ وہ تائب ہو چکا ہو اور آپ کو علم ہی نہ ہو۔ پس سائل نے دراصل دو مسئلوں کو خلط ملط کر دیا ہے اور وہ ہیں: تکفیر معین کا مسئلہ اور کسی معین کے دائمی جہنمی ہونے کا تعین۔ (ط ع)

# کیا نصاری کی بھی عام تکفیر نہیں کی جاسکتی

سوال: اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو یہ کہتا ہے کہ: اگر کوئی شخص نصاری کی تکفیر نہیں کرتا یہ سوچتے ہوئے کہ شاید ان تک سورۂ مائدہ کی یہ آیت نہ پہنچی ہو کہ ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ﴾ (المائدۃ: ۷۳) (یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالی تین میں کا تیسرا ہے)، تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی جب تک اس کے علم میں یہ آیت نہ لائی جائے؟

جواب: یہود و نصاری کی تکفیر محض سورۂ مائدہ ہی تک محدود نہیں بلکہ قرآن کریم کے کئی ایک مقامات پر ان کی تکفیر کی گئی ہے۔اور ساتھ ہی ان کا کفر تو ان کے اقوال وافعال اور ان کتب سے جو وہ پڑھتے پڑھاتے ہیں بالکل ظاہر وعیاں ہے۔جیسا کہ ان کا یہ کہنا کہ: مسیح علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالی کے بیٹے ہیں[1]، یا پھر: اللہ تعالی تین (معبودوں) میں سے تیسرا ہے[2]، یا پھر: اللہ تعالی ہی مسیح ابن مریم علیہما السلام ہے[3]۔اسی طرح سے یہود کا کہنا کہ: عزیر علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالی کے بیٹے ہیں[4]، یا پھر: اللہ تعالی فقیر ہے اور ہم غنی ہیں[5]، یا: اللہ

---

[1] ﴿وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللهِ﴾ (التوبۃ: 30) (اور کہا نصاری نے کہ مسیح علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالی کے بیٹے ہیں) (ط ع)

[2] حوالہ سوال میں مذکور ہے۔

[3] ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (المائدۃ: ۱۷، ۷۲) (یقیناً ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم علیہما السلام ہی اللہ ہیں) (ط ع)

[4] ﴿قَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللهِ﴾ (التوبۃ: ۳۰) (اور کہا یہود نے کہ عزیر علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالی کے بیٹے ہیں) (ط ع)

[5] ﴿لَقَدْ سَمِعَ اللهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللهَ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ﴾ (آل عمران: ۱۸۱) (یقیناً اللہ تعالی نے ان لوگوں کی بات سن لی جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالی فقیر ہے اور ہم غنی ہیں) (ط ع)

تعالی کا ہاتھ بندھا ہوا ہے[1]۔اور اس کے علاوہ بہت سے اقوال جو خود ان کے اپنی کتابوں میں موجود ہیں، پس ان کا کفر سورۂ مائدہ کے علاوہ بھی بالکل ظاہر ہے۔

## لا الہ الا اللہ کی شروط بیان کرنے کی کیا دلیل ہے

سوال: شہادت لا الہ الا اللہ کی شروط بیان کرنے کی مشروعیت کی کیا دلیل ہے کہ اس کی شروط علم، انقیاد، صدق، اخلاص، محبت، قبول ویقین بیان کی جاتی ہیں۔ اور اس شخص کا کیا حکم ہے جو یہ کہے کہ: بنا مذکورہ بالا شروط کے محض لا الہ الا اللہ کہہ دینا ہی کافی ہے؟

جواب: یہ شخص یا تو گمراہ گر ہے کہ جو لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتا ہے، یا پھر جاہل ہے جو ایسی بات کہہ رہا ہے جس کا اسے کچھ بھی علم نہیں۔ یہ لا الہ الا اللہ محض ایک لفظ ہی نہیں ہے بلکہ لازم ہے کہ اس کے معنی وتقاضے ہوں۔ یہ مجرد ایسا لفظ نہیں کہ جو زبان سے ادا کیا جاتا ہے اور بس۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے: ''مَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللهِ، حَرُمَ مَالُهُ، وَدَمُهُ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللهِ''[2] (جو لا الہ الا اللہ کہے اور جس کی اللہ تعالی کے سوا عبادت کی جاتی ہے اس کا انکار کرے [وہ جنت میں جائے گا]) اور فرمایا: ''فَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللهِ''[3] (پس اللہ تعالی نے جہنم کو اس شخص پر حرام کر دیا ہے جس نے صرف اللہ تعالی کے چہرے کے دیدار کے لئے (اور اس کی رضا چاہنے کو) لا الہ الا اللہ کہا) اور یہ فرمان: ''أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى

---

1 ﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ﴾ (المائدۃ: ۶۴) (اور یہودیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے اس قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے) (ط ع)

2 مسلم کتاب الایمان ۲۳، احمد ۶/۳۹۴

3 بخاری کتاب الصلاۃ ۴۱۵، مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ ۳۳

يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، فَإِذَا قَالُوهَا عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَل"[1] (مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ لاالہ الااللہ کا اقرار کریں، اگر وہ یہ کلمہ کہہ دیں تو وہ مجھ سے اپنی جان واپنا مال محفوظ کرلیں گے سوائے اس (کلمے) کے حق کے، اور باقی ان کا حساب اللہ تعالی کے ذمہ ہے) یعنی لاالہ الااللہ کے حق کے سوا۔ یہاں بھی محض لاالہ الااللہ کے قول پر اکتفاء نہیں فرمایا کہ اگر وہ اس کے حقوق کا التزام نہیں کرتے جو کہ اس کے تقاضوں پر عمل کرنا اور کے معانی کی معرفت حاصل کرنا ہے (تو بھی ان کے جان ومال محفوظ نہیں)۔ لہذا ثابت ہوا کہ لاالہ الااللہ محض ایسا لفظ نہیں کہ جو زبان سے ادا کیا جائے، اور اسی سے اس کلمے کی یہ (کم وبیش) دس شرائط ہیں جو اہل علم نے بیان فرمائی ہیں۔

## حالتِ اکراہ میں کلمۂ کفر کہنے کی حقیقت

سوال: فضیلۃ الشیخ آپ سے اللہ تعالی کے اس فرمان: ﴿مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ﴾ (النحل: ۱۰۶) (جو اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ تعالی کے ساتھ کفر کرے (وہ کافر ہے) سوائے اس شخص کے جسے اکراہ کی حالت میں مجبور کیا گیا (کہ وہ کلمۂ کفر کہے) حالانکہ اس کا دل ایمان پر مکمل طور پر مطمئن ہے) کی مفصل تفسیر درکار ہے، جس میں اس آیت کے اندر بیان کردہ اکراہ کا حکم بیان کیا جائے؟

جواب: یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو کوئی اکراہ کی حالت میں کلمۂ کفر کہہ دے لیکن دل میں وہ ہر گز بھی اس کا اعتقاد نہ رکھتا ہو، مگر صرف اس سے اس کا مقصد اپنی جان بچانا اور اس اکراہ سے خلاصی

---

[1] بخاری کتاب الجھاد والسیر ۲۷۸۶، مسلم کتاب الایمان ۲۱، ترمذی کتاب الایمان ۲۶۰۶، نسائی: تحریم الدم ۳۹۷۱، ابوداود کتاب الجھاد ۲۶۴۰، ابن ماجہ کتاب الفتن ۳۹۲۸، احمد ۱۱/۱

پاتا ہو تو وہ معذور ہے۔ جیسا کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہوا کہ جب انہیں مشرکوں نے زدوکوب کر کے اس بات پر مجبور کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اور انہیں چھوڑنے کے لئے اس سے کم کسی بات پر راضی نہ ہوئے تو انہوں نے وہ کچھ کہہ دیا جس کا وہ ان سے مطالبہ کر رہے تھے۔ پھر دوڑتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم اپنے دل کی حالت کیسی پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں تو دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿مَنْ كَفَرَ بِاللهِ مِنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ وَلَكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٦﴾ ذَلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ اللهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ﴾ (النحل: ۱۰۶-۱۰۷)

(جو اپنے ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے (وہ کافر ہے) سوائے اس شخص کے جسے اکراہ کی حالت میں مجبور کیا گیا (کہ وہ کلمۂ کفر کہے) حالانکہ اس کا دل ایمان پر مکمل طور پر مطمئن ہے۔ لیکن وہ جو مکمل شرح صدر کے ساتھ دل کھول کر کفر کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ کیونکہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی، اور اللہ تعالیٰ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا)

چناچہ اگر کوئی انسان اکراہ کی حالت میں صرف اس سے گلوخلاصی کے لئے کلمۂ کفر فقط زبان سے ادا کرتا ہے حالانکہ دل میں قطعاً اس کا اعتقاد نہیں رکھتا تو وہ اس رخصت کو استعمال کرتا ہے جو ایک مکرہ و مجبور شخص کو اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ اور یہ خاص ہے صرف اس شخص کے ساتھ جو واقعی مکرہ (اکراہ کی حالت میں) ہو۔

اور اسی قسم کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے اس قول میں بھی ہے کہ:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً وَيُحَذِّرُكُمُ اللهُ نَفْسَهُ وَإِلَى اللهِ الْمَصِيرُ﴾ (آل عمران: ۲۸)

(مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں۔اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں الا یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح کا بچاؤ مقصود ہو (تو بظاہر بنا دلی و دینی محبت کے دوستی کا سا مظاہرہ کر سکتا ہے)۔اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)

یعنی کافروں سے بچاؤ مقصود ہو۔ مگر یہ صرف اکراہ کی حالت میں غیر اکراہ کی حالت میں کافروں کی موافقت یا جس کفریہ کلام یا فعل کا وہ ہم سے مطالبہ کریں پورا کرنا بالکل بھی جائز نہیں۔

## موالات کفار (کافروں سے دوستی) کا حکم

سوال: کافروں اور مشرکوں سے موالات (محبت/دوستی) کا کیا حکم ہے؟ کب یہ موالات کفر اکبر ہوں گی جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دے؟ اور کب یہ گناہ یا کبیرہ گناہ تصور ہو گی؟

جواب: اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (المائدۃ: ۵۱)

(اے ایمان والو! یہود و نصاری کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ یہ تو ایک دوسرے ہی کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی و محبت کرے گا تو وہ انہی میں سے ہے۔بے شک اللہ تعالی ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا)

اور فرمایا:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (المجادلة: ۲۲)

(آپ کوئی ایسی قوم نہیں پائیں گے جو ایک طرف اللہ تعالیٰ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور دوسری طرف اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوں۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے عزیز ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ حزب اللہ (اللہ کی جماعت) ہیں، آگاہ رہو بیشک حزب اللہ ہی کامیاب لوگ ہیں)

پس کافروں سے دشمنی و بغض رکھنا واجب ہے، اور یہ بھی واجب ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ان کی ہر گز بھی مدد نہ کی جائے۔ ان تمام معاملات میں ان سے قطع تعلق کیا جائے اور دور رہا جائے۔ نہ تو ان سے محبت کی جائے، نہ ان کی مسلمانوں کے خلاف مدد کی جائے اور نہ ہی ان کا دفاع کر کے ان کے مذہب کو صحیح باور کرایا جائے۔ بلکہ صریحاً ان کا کفر بیان کیا جائے اور انہیں ان کے کفر و گمراہی کی نسبت ہی سے پکارا جائے، مشہور کیا جائے اور ان سے خبردار کیا جائے[1]۔

[1] شیخ حمد بن عتیق رحمہ اللہ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کا کلام نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جاننا چاہیے کہ کافروں کی موافقت کرنے کی تین حالتیں ہیں:

۱- اپنے ظاہر و باطن میں ان کی موافقت اور محبت کرنا، یہ اسلام سے خارج کر دینے والا کفر ہے۔

۲- باطن میں ان کی طرف مائل ہو مگر ظاہر میں ان کے مخالف ہو، ایسا شخص منافق ہے، البتہ اس کے ظاہری عمل کی وجہ سے دنیا میں اس سے مسلمانوں والا معاملہ کیا جائے گا۔

۳- باطن میں ان کے مخالف ہو مگر ظاہر میں موافقت دکھائے، تو اس کی دو کیفیت ہو سکتی ہیں:

اول: وہ ان کے ماتحت ہو اور وہ اسے ڈرا دھمکا کر اکراہ کی حالت میں کفر کی موافقت کروائیں، تو اپنی جان کے خطرے کے پیش نظر اسے ظاہر موافقت دکھانے کی اجازت ہے۔

(جاری ہے---)

دوم: وہ ان کے ماتحت نہ ہو پھر میں ظاہر میں ان سے محبت وموافقت دکھائے اور باطن میں ایسا نہ ہو محض دنیاوی طمع ومفادات کے لئے، تو اس صورت میں بھی وہ کافر ہے، جیسا کہ سورۂ نحل آیت ۱۰۷ میں اسی قسم کے لوگوں کا ذکر ہے جنہوں نے دنیاوی مفاد کی خاطر ایمان پر کفر کو ترجیح دی۔

(مجموعة التوحيد من رسالة الشيخ حمد بن عتيق رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۹۵-۲۹۶)

اسی طرح سے شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ "شرح نواقض اسلام" میں فرماتے ہیں:

کفار کی مظاہرت (مدد) اور موالات (دوستی/محبت) کی پانچ صورتیں ہیں:

۱-ان کے دین وعقیدے سے محبت رکھتے ہوئے ان کی مدد کرنا، یہ کفر اکبر ہے۔

۲- جو کفار کی مدد اپنے اختیار سے نہیں کرے مگر اسے مجبور کیا جائے کیونکہ وہ ان کافروں کے ملک میں سکونت پذیر ہے، تو ایسے شخص پر فرض ہے کہ وہاں سے ہجرت کرے ورنہ کفر میں واقع ہونے کا خطرہ ہے اور ان کے لئے شدید وعید ہے، الا یہ کہ وہ معذور ہوں اور استطاعت نہ رکھتے ہوں (سورۂ نساء: ۹۷-۹۹)

۳- جو بلا اکراہ کی حالت میں بھی مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کرے مگر ان کافروں کے دین کی وجہ سے نہیں، دین سے وہ نفرت کرتا ہو لیکن محض دنیاوی مفاد وغیرہ کی خاطر ایسا کرے تو یہ کبیرہ گناہ ہے جس کے کفر میں پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

۴- جو کسی معاہد کافر (جس کافر سے مسلمانوں نے جنگ بندی اور ان کے خلاف کسی کی مدد نہ کرنے کا عہد کیا ہوا ہے) کی دوسرے کافر کی مدد کرے، تو یہ بھی مسلمانوں کی عہد شکنی کرنا ہے جو کبیرہ گناہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ" (جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا) (صحیح بخاری ۳۱۶۶) جب اللہ تعالی نے معاہد کافروں کے خلاف دوسرے مسلمانوں تک کی مدد کرنے سے منع فرمایا ہے تو مسلمانوں کی عہد شکنی کر کے کافروں کی مدد کرنا تو بالاولی منع ہے۔ فرمان الہی ہے کہ ﴿وَإِنِ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَى قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ﴾ (الانفال: ۷۲) (ہاں اگر وہ مسلمان تم سے دین کے بارے میں مدد طلب کریں تو تم پر ان کی مدد کرنا ضروری ہے، سوائے اس (کافر) قوم کے خلاف (مسلمانوں کی بھی مدد کرنا جائز نہیں) جس کے ساتھ تمہارا (صلح کا) معاہدہ ہو)۔

۵- کافروں سے ان کی مدد کیئے بغیر محبت کرنا، یہ وہ محبت ہے کہ جس سے اللہ تعالی نے منع فرمایا ہے اور اس کے مرتکب سے ایمان کی نفی فرمائی ہے۔ (سورۂ مجادلہ: ۲۲، التوبة: ۱۳، الممتحنة: ۱-۴، ۱۳) (شرح نواقض الاسلام ص ۱۵۸-۱۶۱)

شیخ صالح السحیمی حفظہ اللہ شرح نواقض الاسلام اور "موالاۃ الکفار" (کافروں سے دوستی ومحبت) پر مستقل رسالے میں فرماتے ہیں، کافروں سے موالات کی چار اقسام ہیں:

۱- کفریہ موالات: یہ اس صورت میں جبکہ کافروں سے محبت ان کے دین کی وجہ سے ہو، جس کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے خلاف ان کی مدد کرتا ہے۔ تو ایسا شخص کفر اکبر کا مرتکب کافر ہے۔

۲- حرام موالات: جب دنیاوی مصالح ومفادات کی خاطر کافروں سے محبت ہو لیکن دل میں ان کے دین سے نفرت ہو تو یہ شدید حرام ہے لیکن کفر اکبر نہیں۔ جیسا کہ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حملے کی اطلاع مشرکین مکہ کو دینی چاہی تاکہ ان کے رشتہ داروں کا دفاع ہو۔ (صحیح بخاری ۵۷۸۹) اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے واقعۂ افک کے سیاق میں عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس

(جاری ہے---)

# توحید وشرک اور ایمان وکفر کے مسائل میں نظم وضبط قائم رکھنے کے بارے میں طالبعلموں کو نصیحت

---

المنافقین کا دفاع کیا۔(صحیح بخاری ۲۴۶۷) جیسے بعض لوگ کافروں کے لئے مسلمانوں کی جاسوسی کرتے ہیں وغیرہ، ایسوں کے قتل کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ اسے اگر قتل کیا بھی جائے گا تو بطور اسلامی حد کے نا کہ ارتداد کی وجہ سے۔
۳- جائز موالات: وہ اس طرح کے ضرورت کے وقت محض زبان سے موالات کا اظہار کیا جائے تاکہ ان کے فتنے سے بچا جا سکے، جبکہ دل میں ان سے اور ان کے کفر سے نفرت ہو۔(سورۂ آل عمران: ۲۸) وغیرہ۔
۴- چوتھی قسم وہ موالات ہے جسے جاہل، خوارج، تکفیری یا نام نہاد جہادی لوگ موالات سمجھتے اور باور کرواتے ہیں حالانکہ وہ موالات نہیں معاملات ہوتے ہیں جو کہ مباح وجائز ہیں۔ جیسے تجارت، خرید وفروخت، رہن وادھار، نوکری کرنا وغیرہ۔ یہاں تک کہ عمدہ اخلاق سے پیش آنا تاکہ وہ دین اسلام سے متاثر ہوں اور ہو سکتا ہے یہی ان کی ہدایت کا سبب بن جائے۔ ان سے تحفہ تک قبول کرنا بالکل جائز ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو قبطیوں کے امیر مقوقس سے قبول فرمایا تھا، اور ایک صاع اناج کے بدلے آپ ﷺ نے اپنی ڈھال ایک یہودی کے پاس رہن رکھوائی تھی۔ علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کے باغ کو پانی سے سیراب کرنے کی نوکری کی۔ اور یہود سے معاہدات کئے کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں سے لڑیں گے، اور بعض تو ایسے بھی معاہدہ مشرکین سے ہوئے جن میں بعض شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں لیکن آخر نتیجہ تو متقیوں ہی کے لئے ہوتا ہے جیسے صلح حدیبیہ اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد کا اس شرط پر مدینہ نبویہ ہجرت کرنا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر بدر میں مشرکوں سے نہیں لڑیں گے تو آپ ﷺ نے اس عہد کی ایفاء کی بھی اجازت دی حالانکہ اس وقت مسلمانوں کو مجاہدین کی اشد ضرورت بھی تھی(صحیح مسلم: ۳۳۴۲)۔ کسی نے بھی آج تک اسے موالات ومحبت قرار نہیں دیا۔ اسی طرح سے نبی کریم ﷺ تو یہودی پڑوسی کی عیادت کو بھی جاتے تھے جیسا کہ ایک یہودی لڑکا جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا حالت نزاع میں اس کے عیادت کو گئے اور اس نے کلمہ پڑھ لیا۔(صحیح بخاری ۱۲۹۰) رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو اپنی والد ابو سفیان رضی اللہ عنہ جو اس وقت تک مشرک تھے سے صلہ رحمی کا حکم دیا اسی طرح سے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کو اپنی والدہ سے صلہ رحمی کا حکم فرمایا بلکہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالی نے سورۂ لقمان میں ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر والدین مشرک بھی ہوں تو دنیاوی معاملات میں ان سے حسن سلوک کرو۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ایسے واقعات ہیں جیسے عمر رضی اللہ عنہ اپنے بھائی کو وہی کپڑا تحفہ دے دیا کرتے تھے جو رسول اللہ ﷺ آپ کو دیتے حالانکہ وہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہاں جب کبھی گوشت یا ذبیحہ پہنچتا تو دریافت فرماتے تھے کہ کیا تم نے ہمارے پڑوسی یہودی کو بھی بھیجا ہے؟ وغیرہ اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں۔ الغرض یہ تمام باتیں موالات، مودت ومحبت میں سے ہرگز بھی نہیں اور نہ ہی اس کا الولاء والبراء (اللہ تعالی کے لئے دوستی ودشمنی) کے عقیدے سے دور کا بھی تعلق ہے۔(التفصیل فی مسألۃ موالاۃ الکفار) (طع)

سوال: آپ کی ان طالبعلموں کے لئے کیا نصیحت ہے جو مسائل توحید وشرک اور مسائل ایمان وکفر میں صحیح نظم وضبط کو اختیار کرنا چاہتے ہیں؟ اور کونسی ایسی کتب ہیں جو ان مسائل کے بارے میں تفصیل بتاتی ہیں؟

جواب: اس بات کی جانب ہم نے جوابات کے شروع میں اشارہ کیا تھا کہ اس بارے میں کتب سلف پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اسے چاہیے کہ اس بارے میں کتب سلف کی جانب رجوع کرے جو آئمہ امت، آئمہ اربعہ اور ان سے بھی پہلے صحابہ کرام ،تابعین و تبع تابعین عظام اور قرون مفضلہ کے علماء کرام کی کتب ہیں[1]۔ یہ سب ان کی کتب میں موجود ہے الحمدللہ۔ کتب ایمان ہوں یا کتب عقیدہ یا جو آئمہ کبار کی متداول و معروف کتب توحید ہیں جیسے کتب شیخ الاسلام ابن تیمیہ، کتب امام ابن القیم اور کتب شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہم اور کتب سلف صالحین جیسے: کتاب الشریعۃ از امام آجری، السنۃ از عبداللہ بن امام احمد، السنۃ از خلال۔ یا جیسے عقیدۃ طحاویۃ اور کی شرح از عز بن ابی العز (الحنفی)۔۔۔ یہ سب اہل سنت کی کتب ہیں جو ان صحیح عقائد پر مشتمل ہیں جو سلف صالحین سے موروثی چلے آئے ہیں۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ ان کی جانب رجوع کرے مگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا وہ مطالعۂ کتب ہی پر اقتصار نہ کرے کہ بنا معلم و مدرس کے ان سے علم حاصل کرے بلکہ ضروری ہے کہ علماء کرام سے ملا جائے، تدریسی حلقات میں بیٹھا جائے خواہ وہ مدرسے کی کلاسس ہوں یا پھر مسجد و مجالس علم میں لگنے والے حلقات ہوں۔ لازم ہے کہ علم اس کے اہل سے ہی حاصل کیا جائے چاہے وہ عقیدہ کا ہو یا اس کے علاوہ کسی اور دینی شعبے کا۔ لیکن چونکہ ان علوم میں سب سے زیادہ اشد حاجت عقیدے کے علم کی ہے کیونکہ یہی اساس وبنیاد ہے اور کیونکہ اس میں ہونے والی غلطی اس کے علاوہ کسی اور شعبے میں ہونے والی غلطی کی طرح نہیں (بلکہ انتہائی مہلک وسنگین نتائج کا پیش خیمہ ہے)۔

---

[1] ان میں سے مشہور کتب کے اسماء جاننے کے لئے پڑھیں ہماری ویب سائٹ اصلی اہلسنت ڈاٹ کام پر مضمون "سلفی عقیدے کے بیان اور اہل بدعت واہواپر رد کے سلسلے میں سلف صالحین کی اہم ترین تصانیف" از شیخ ربیع المدخلی حفظہ اللہ۔(ط ع)

وباللہ التوفیق، وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین